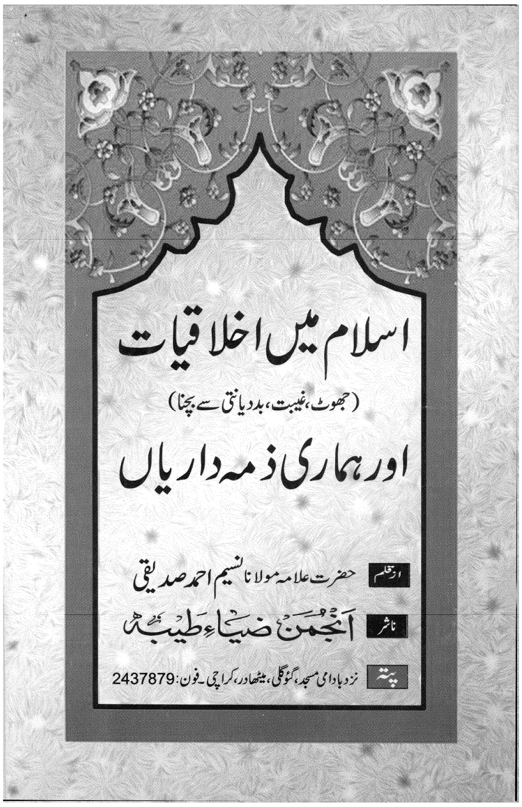

معروضات اور عزائم

الحمد للہ علی احسانہٖ "انجمن ضیاءِ طیبہ" گذشتہ دو سال سے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے خدمت میں مصروف عمل ہے۔ انجمن کی نسبت **شیخ العرب والعجم حضرت قطب مدینہ شاہ ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ** سے معنون ہے۔ سادہ لوح سنی بھائیوں اور بہنوں کی اعتقادی و نظریاتی راہنمائی کے لئے اہم موضوعات پر تاحال تقریباً چھبیس کتب شائع کرنے کا شرف سعادت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شمسی کلینڈر (انگریزی ماہ) کے پہلے یومِ جمعہ بعد عشاء "الف مسجد" کھارادر میں حالات حاضرہ کے مطابق اہم موضوعات پر درس قرآن واحادیث کے اجتماعات بعنوان **"ضیائے قرآن"** منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں مقتدر علماء اہلسنّت محققانہ و ناصحانہ خطاب فرماتے ہیں جب کہ اسی موقع پر بہ اعتبار موضوع ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ **"انجمن ضیاءِ طیبہ"** کے تحت سنی حاجیوں کی فکری وعملی راہنمائی کے لئے **"المؤذن حج گروپ"** کی خدمات ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ حاجیوں کے لئے تربیتی کورسز، سوال و جواب کی فقہی نشستوں کے انعقاد، مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی کے لئے مسائل اور دعاؤں پر مبنی کتاب **"ضیائے حج"** اور حجۃ الوداع کی روداد پر مبنی کتاب **"رسول اللہ ﷺ کا حج"** اور دیگر درود و سلام اور وظائف پر مشتمل کتاب **"ضیاءِ درود"** (مختلف درود خصوصاً درود اکبر) **"ضیاءِ طیبہ"** (قصیدہ بردہ شریف) **"الوظیفۃ الکریمہ"** (اعلیٰ حضرت اور مشائخ قادریہ کے معمولات و اوراد و وظائف) کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہلی تا پندرہ صدیوں پر محیط مجددین کی تفصیلی و تحقیقی تاریخ **"ضیاءِ المجددین"** تقریباً آٹھ جلدوں میں عنقریب شائع ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ عزوجل والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام)

رسالہ ھذا **"اسلامی اخلاقیات اور ہماری ذمہ داری"** اس تالیف میں اخلاق قبیحہ مثلاً جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور بددیانتی کی مذمت اور اخلاق حسنہ اختیار کر کے سامان آخرت تیار کرنے کے حق میں قرآن واحادیث کے مضامین پیش کیے گئے ہیں۔

اپنے سنی بھائیوں و بہنوں سے استدعا ہے کہ **"انجمن ضیاءِ طیبہ"** کے لئے استقامت اور روز افزوں ترقی کی دعا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ تمام سنیوں کا خاتمہ خیر پر فرمائے۔ آمین

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
(اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

سید اللہ رکھا
انجمن ضیاءِ طیبہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

قارئین محترم! اسلام کا مقصد ایسے فلاحی معاشرہ کی تشکیل ہے، جس میں بسنے والے شہری ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت وآبرو کے محافظ ہوں، خیر خواہی کے جذبات سے معمور اچھے اخلاق کے مالک اور باکردار افراد ہوں، اپنی زبان کا درست اور محتاط استعمال کرتے ہوں جب کہ اپنے افعال کو اچھے اطوار کے سانچے میں ڈھالیں۔ اسلامی نظام اخلاق میں خوش خلقی کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ مقام افسوس ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں جھوٹ، غیبت، بدگوئی، چغل خوری، بددیانتی، لعن طعن، طنز، فحش کلامی، گالم گلوچ، حسد، کینہ پروری، طمع ولالچ، وعدہ خلافی، بہتان و تہمت، ظلم وزیادتی اور احسان فراموشی وغیرہ یعنی بداخلاقی کے جرائم عام ہوگئے ہیں، اس کی تفصیل بڑی بھیانک ہے جس کا احاطہ اس مختصر رسالہ میں ممکن نہیں۔ تاہم چند اخلاق قبیحہ کی مذمت اور اخلاق حسنہ اپنانے کے لئے قرآن واحادیث سے کچھ احکامات قارئین کے مطالعہ کے لئے نذر کرتے ہیں تاکہ استفادہ کے نتیجہ میں حسن معاشرت کے قیام میں ملت اسلامیہ کے افراد اپنا کردار ادا کرسکیں۔

ذمہ دار کون؟

ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی عموماً اور مصلحین ملت (ائمہ مساجد، علماء کرام و حکام وغیرہ) کی خصوصاً یہ ذمہ داری ہے کہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں حتی المقدور اپنا

کردار اور اختیار استعمال کریں۔بعض اسلامی بھائیوں و بہنوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہم نے کیا معاشرہ کے سدھارنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟ یہ کہتے ہوئے وہ بھول جاتے ہیں کہ معاشرہ کی اصلاح دوطرفہ مثبت عمل کے نتیجے ہی میں ممکن ہے، اول یہ کہ ہر گھر میں اخلاق حسنہ کی تعلیم وتربیت ہو اس لئے کہ پہلا مدرسہ " گھر" ہوتا ہے جہاں گھر کا سربراہ اخلاقیات کا پیکر ہو کر اخلاقیات کی تعلیم کے زیور سے افراد خانہ کو آراستہ کرتا ہے۔خاندان کے سربراہ کی اولین ذمہ داری سے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث مبارکہ:۔

"تم میں ہر شخص اپنے گھر کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کی (تربیت) کے بارے میں (روز آخرت) سوال کیا جائے گا۔"(۱)

اصلاح معاشرہ کے لئے دوسری ذمہ داری، حکام (عدلیہ)، علماء کرام اور ائمہ مساجد پر عائد ہوتی ہے، حکمرانوں کا اسلامی عدل وانصاف سے کام لینا، علماء کرام کا بہتر تعلیم وتربیت دینا اور ائمہ مساجد کا اجتماعات جمعہ وغیرہ میں کلمات نصیحت تلقین کرنا۔جس کے نتیجے میں ملت اسلامیہ کا ہر فرد اخلاق حسن کا پیکر نظر آئے گا۔امت مسلمہ کے متذکرہ قائدین کے لئے اللہ تعالیٰ عزاسمہ وجل شانہ ارشاد فرماتا ہے،

آیت کریمہ:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (۲)

ترجمہ:۔اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔(۳)

آیت کریمہ:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (۴)

(ترجمہ):۔اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی، اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال۔(۵)

ان آیات مقدسہ کے مطالعہ کے بعد باآسانی سمجھ میں آجاتا ہے کہ نظم معاشرہ ونظم مملکت میں، خاندان کا سربراہ اور سربراہان وراہنمایان قوم وملت دونوں ہی ذمہ دار ہیں۔

اصلاح معاشرہ:۔

"اصلاح" مصدر ہے، جس کے معنی ہیں، سنوارنا، تصحیح العقائد، درستی کرنا۔ اس کا مادہ "صلح" ہے اور صلح کے معنی ہیں، "وہ نیک ہوا" اسی سے "صلاح" مشتق ہے، جس کے معنی ہیں "نیکی اور بھلائی"(۶)

"صلاح" کا متضاد "فساد" ہے جس کے معنی ہیں، " کسی چیز کا حد اعتدال سے تجاوز کرنا"(۷)

علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری مدظلہ العالی لکھتے ہیں، "اسلام دین فطرت ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں، اور بعض احادیث میں اخلاق کو دین کہا گیا ہے لہٰذا ہر آدمی صاحب اخلاق ہو کر دنیا میں آتا ہے پھر اس کے گردوپیش کے ماحول اور دیگر عوامل واسباب اثر انداز ہو کر اس کو حسن اخلاق سے ہٹادیتے ہیں، پھر بھی ہر انسان کے اندر چاہے وہ کسی مذہب وعقیدہ کا ماننے والا ہو کچھ نہ کچھ حسن اخلاق کی رمق رہتی ہے۔کوئی بھی انسان ایسا نہ ملے گا کہ اس کے اندر اخلاقی قدریں بالکل مفقود ہوں، ہاں مؤثرات کے اثر سے کمی بیشی ضرور ہو جایا کرتی ہے، یہ خُلق جبلی ہے، اس کے علاوہ (دوسرا) خُلق تادیبی ہے جو محض تعلیم کی وجہ سے ہے، جیسی تعلیم وتشویق ہوگی، ویسا ہی اخلاق ظاہر ہوگا، اور اس میں بھی دو قسمیں ہوں گی ایک کا تعلق محض تعلیم سے ہے دوسرے کا تربیت سے، کبھی تعلیم وتربیت دونوں جمع ہوتی ہیں اور کبھی محض تعلیم اور کبھی محض تربیت۔ہر ایک کے اثرات طالب اخلاق پر پڑتے ہیں پھر ہر ایک متعلم کی اپنی اپنی قوت اخذ وصلاحیت ہوا کرتی ہے، کوئی کم تعلیم سے بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے اور کوئی بہت تعلیم سے بھی کم ہی سیکھ پاتا ہے، یہی حال تربیت کا بھی ہے کہ کسی پر تربیت کا اثر پڑتا ہے کسی پر نہیں پڑتا، پھر کسی پر کم پڑتا ہے، کسی پر زیادہ اور کسی پر تربیت کا سارا عمل بیکار بھی ہو جاتا ہے۔(۸)

رسول اللہ ﷺ کا مقصد بعثت:۔

دنیا بھر کی اقوام وملل کو شرک سے بچانے کے ساتھ ساتھ اخلاقیات کی تعلیم سے مزین کرنا، مصطفیٰ کریم جان رحمت وعالم ﷺ کا عظیم مقصد ہے۔آپ ﷺ نے جو نظام اخلاق عطا فرمایا، وہ نہ صرف پاکیزہ وجامع ہے بلکہ تمام اقوام عالم کے لئے قابل قبول ہے۔کیوں کہ آپ ﷺ تمام عالم کے لئے رسول ورحمت ہیں۔(۹) قرآن مجید میں آپ کی عالمگیر نبوت ورسالت اور ہمہ گیر محبوبیت کے مضامین جابجا ملتے ہیں۔(۱۰) اسی طرح آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

حدیث مبارکہ:۔

"میں تمام مخلوق کی طرف رسول ہوں۔"(۱۱)

حدیث مبارکہ:۔

"میں کالے اور گورے سب کی طرف مبعوث ہوا ہوں"(۱۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے آپ کے ذریعہ اخلاقیات کی تعلیم کے حوالہ سے ارشاد فرمایا ہے۔

آیت کریمہ:۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (۱۳)

(ترجمہ) تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد (اطراف) سے پریشان ہو جاتے تو تم انھیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔(۱۴)

آیت کریمہ:۔

لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ (۱۵)

(ترجمہ) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔(۱۶)

آیت مبارکہ:۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۷)

(ترجمہ) (اے محبوب) اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے۔ (۱۸)

آیت مبارکہ:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۱۹)

(ترجمہ) اے محبوب (علیک الصلوٰۃ والسلام) ان کے مال میں سے زکوۃ تحصیل کرو، جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔(۲۰)

اخلاقی تربیت کا پروگرام:۔

درج ذیل آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالمی تربیتی پروگرام کو واضح فرمایا ہے،

آیت مبارکہ:۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۲۱)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔(۲۲)

دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اخلاقی تربیت کے پروگرام کو مومنوں کے لئے احسان اور تربیت فرمانے والے اپنے محبوب ﷺ کو احسان عظیم فرما رہا ہے۔

آیت مبارکہ:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (۲۳)

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا، مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔(۲۴)

مذکورہ آیات میں کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد احادیث شریفہ ہیں، گویا قرآن و احادیث کی تعلیم، تزکیہ نفس اور حکمت و دانائی ہی دراصل اخلاقی سطح پر افراد کی شخصیت و سیرت کی تعمیر کے لئے بنیاد ہیں۔ آقائے دو جہاں مالک کون ومکاں ﷺ کو تمام عالم کے لئے نمونہ اخلاق فرمایا گیا۔

آیت مبارکہ:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۲۵)

(ترجمہ) بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔(۲۶)

محسن کائنات ومعلم اخلاق ﷺ کے ذاتی اخلاق و کردار کے بارے میں قرآن کریم خبر دیتا ہے۔

آیت مبارکہ:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٌ (۲۷)

(ترجمہ) اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔(۲۸)

پھر قرآن مجید دعوت فکر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوبیت کا درجہ کون حاصل کر سکتا ہے؟

آیت مبارکہ:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۹)

(ترجمہ) اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(۳۰)

اخلاقی تعلیم وتربیت سے آراستہ فرمانے سے قبل اور پیروی سے بھی قبل فخر موجودات سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا،

حدیث مبارکہ:۔

" کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے نزدیک میں اس کے

ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں" (۳۱)

دوسری روایت میں "اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں" کے کلمات بھی ملتے ہیں۔ (۳۲)

حدیث مبارکہ:۔

خدا کی قسم تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ کرے۔ (۳۳)

ان احادیث مبارکہ سے یہ واضح ہوگیا، کہ افراد امت، تمام خواہشات و شہوات مثلاً بولنے کی خواہش، کھانے پینے کی خواہش، سفر کرنے کی خواہش، پڑوسیوں سے میل جول کی خواہش، عورتوں سے متعلق نفس کی خواہش، حصول اولاد کی خواہش، کار خیر کی خواہش اور کسی سے لڑنے یا جھگڑنے کی خواہش وغیرہ تمام خواہشات کو پورا کرنے سے قبل اپنے تمام اعضاء کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیاری پیاری عادت اور سنت کا پابند کرنا ہوگا۔

آقائے دو جہاں ﷺ کے اخلاق حسن کے بارے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

حدیث مبارکہ:۔

"آپ ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہے۔" (۳۴)

عالمگیر اخلاقی تربیت کے پروگرام سے متعلق پہلے مذکور ہوئی آیات کی بہترین تفسیر میں پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا،

حدیث مبارکہ:۔

"میں تو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں" (۳۵)

قارئین محترم! درس اخلاقیات کے متذکرہ تمہیدی مضامین قرآن اور احادیث سے ماخوذ ہیں۔ اخلاق قبیحہ کی مذمت میں قرآن مجید اور احادیث شریف سے مزید کچھ مضامین بھی نقل کریں گے، لیکن اس سے پہلے "اخلاق" کے لغوی و اصطلاحی معانی بھی مطالعہ کر لئے جائیں تو بہتر ہوگا۔

اخلاقیات کے معانی و تعریف

علامہ ابن منظور افریقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، "خَلق اور خُلق کا معنی فطرت اور طبیعت ہے انسان کی باطنی صورت کو بمعہ اس کے اوصاف اور مخصوص معانی کو "خلق" کہتے ہیں جس طرح اس کی ظاہری شکل و صورت کو "خُلق" کہتے ہیں۔" (۳۶)

امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ (مجدد مائۃ خامسہ) لکھتے ہیں، "خلق نفس کی اس راسخ کیفیت کا نام ہے، جس کے باعث اعمال بڑی سہولت اور آسانی سے صادر ہوتے ہیں ان کے ظاہر کرنے کے لئے سوچ و بچار کے تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی، اگر افعال عقلاً و شرعاً عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس کیفیت کو "خُلق حَسن" اور اگر برے اور قابل مذمت ہوں تو "خلق بد" کہتے ہیں۔" (۳۷)

"خُلق کی جمع اخلاق ہے جس کے معنی ہیں عادت، طبیعت، مروت" (۳۸)

"اخلاق: عادتیں، خصلتیں، خوش خوئی، ملنساری، کشادہ پیشانی، خاطر مدارات، آؤ بھگت" (۳۹)

امام حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، "حسن خلق، خندہ پیشانی، سخاوت اور مخلوق کو ایذا دینے سے باز رہنا ہے۔

"امام واسطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "حسن خلق مخلوق سے خصومت ترک کر دینے کا نام ہے، راحت و مشقت ہر حال میں مخلوق کو راضی رکھنے کا نام حسن خلق ہے۔"

حضرت سہیل تستری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، حسن خلق کا کم سے کم مرتبہ مخلوق کی جفا کو برداشت کرنا اور ان سے بدلہ نہ لینا، ظالم کے ساتھ مروت و شفقت سے پیش آنا اور اس کی معافی قبول کرنا ہے۔" (۴۰)

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے، "خلق ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خلق باطنی پیدائش کا، اور ظاہری اعضاء کے مقابل باطنی اعضاء میں جو انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں ان کا نام خلق ہے" (۴۱)

حضرت ابو سعید خزار علیہ الرحمۃ کے قول کو سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں، "حسن خلق یہ ہے کہ انسان کا ہر ارادہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے تحت ہو"۔ بعض کا خیال ہے، "حسن خلق یہ ہے کہ مخلوق کی طرف سے جو ظلم تم پر کیا جائے اس کو برداشت کر لو اور ان کا حق بغیر تنگدلی اور ناگواری کے ادا کرتے رہو۔" (۴۲)

متذکرہ تعریف و معانی سمجھ لینے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ "صفات حسنہ" یعنی اچھی عادات اور خصلتیں اپنانے والے کو "خوش اخلاق" کہا جائے گا۔ اور جو اچھی عادات و اطوار کا مالک نہیں ہوگا اسے "بداخلاق" کہا جائے گا۔ اچھے اور بُرے اخلاق کی ایک طویل فہرست و ترتیب دی جاسکتی ہے لیکن ہم چند اخلاق قبیحہ کی مذمت اور اس کے مقابل اخلاق حسنہ رقم کرنے پر اکتفا کریں گے۔

جھوٹ

جھوٹ گناہ کبیرہ ہے۔ جھوٹ بولنے والے کے قول کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ جھوٹ (کذب بیانی) کی مثال ایک مہلک دلدل سی ہے کہ جو دلدل میں گر جائے تو اس کا نکلنا محال ہو جاتا ہے اور دلدل میں مزید دھنستا ہی رہتا ہے یہاں تک کہ ہلاک ہو جاتا ہے اور جو شخص ایک جھوٹ بولتا ہے اسے مجبوراً اپنی غلط بیانی کو سہارا دینے کے لئے مزید جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم فرمایا" کہ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔" نبی آخر الزمان ﷺ نے دین اسلام کی دعوت دینے سے قبل قوم کے سامنے اپنے جلیل القدر اور اولوالعزم کردار کو پیش فرمایا، اسی وجہ سے اپنے اور بیگانے (دوست و دشمن وغیرہ) سب آپ ﷺ کو "صادق اور امین" کے القاب و آداب سے پکارتے رہے۔

جھوٹ یعنی کہ:۔ کذب بیانی منافقت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا،

حدیث مبارکہ:۔

جس میں یہ چار خصلتیں موجود ہوں سمجھ لو کہ وہ پکا منافق ہے، جب بولے تو جھوٹ بولے۔ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے"(۴۳)

حدیث مبارکہ:۔

(ترجمہ) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، میں اس کے لئے کنارہ جنت میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑنے سے بچے، اور جو جھوٹ چھوڑ دے حتی کہ مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے اس کے لئے وسط جنت میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اور جس نے اپنے اخلاق کو اچھا کیا اس کے لئے جنت کے درجہ اعلیٰ میں ایک گھر دلاؤں گا۔ (سنن ابوداؤد ص ۶۶۱ والترغیب ۳/۳۸۹)

رسول اللہ سید عالم ﷺ نے مزید فرمایا،

حدیث مبارکہ:۔

جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو، اس لئے کہ جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھاتا ہے اور بدی جہنم میں لے جاتی ہے۔"(۴۴)

بعض لوگوں نے حیلہ اختیار کیا ہے کہ اگر جھوٹ نہ بولا جائے تو نقصان ہوگا لہٰذا کبھی کبھی جھوٹ کا سہارا لینے میں حرج نہیں۔ حالانکہ صرف اور صرف کسی کی جان بچانے کے لئے اور کسی خاندان کو جدائی سے بچانے کے لئے یہ امر مجبوری اجازت ہے کہ جھوٹ بول سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے معاشرہ میں تاجر برادری اپنے کاروبار کو چمکانے کے لئے نہ صرف جھوٹ بلکہ جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاجروں کو ہدایت فرمائی ہے کہ " کم نفع پر مال فروخت کرو اور مال کا عیب بیان کرو"(۴۵)

حق گوئی اور راست بازی شیوۂ ایمان ہے، قول و عمل کی صداقت کا امتزاج انسان کو خوشگوار وقار بھی عطا کرتا ہے اور اسے ہر دلعزیز اور قابل اعتماد انسان بھی بناتا ہے۔

صداقت کے چھ مراتب ہیں:

(۱) صدق قول (۲) صدق نیت (۳) صدق عزم (۴) صدق وفا (۵) صدق عمل (۶) صدق مقامات دین۔

(۱) صدق قول:۔ یعنی ہر حال میں سچ بولنا۔

(۲) صدق نیت:۔ تمام حرکات وسکنات میں مرضیات الٰہی کو پیش نظر رکھنا۔

(۳) صدق عزیمت:۔ یعنی ارادے میں قوت ہو اور اس کے کر گذرنے میں اضطراب کا شکار نہ ہو۔

(۴) صدق وفا:۔ کئے گئے ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں مخلص ہو اور اس کا حتمی ارادہ بھی ہو۔

(۵) صدق عمل:۔ قول و عمل میں تضاد نہ ہو۔

(۶) صدق مقامات دین: صدق عمل ہی کا بلند درجہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کے ساتھ رشتہ خوف ورجاء، زہد وتقویٰ، رضا اور توکل، جیسے فضائل اخلاق میں صداقت کی حقیقی روشنی پائی جاتی ہو اور نمود وریاء، تصنع اور تکلف کا اس راہ میں گذر نہ ہو۔ (۴۶)

شبہ کی بنیاد پر جھوٹ بولنا:۔

بعض لوگ محض شبہات کے باعث جھوٹ بولتے ہیں اور اپنے تئیں گمان کر لیتے ہیں اور اس گمان کو یقین کے لہجے میں بولتے ہیں جو بہت بڑی برائی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں طمع ولالچ کی خاطر عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دے کر ملزمان کو مجرم بنادیتے ہیں اور اس جھوٹی گواہی کے نتیجے میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بے گناہ چلے جاتے ہیں اور ان کا خاندان بے آبرو بھی ہوتا ہے اور افلاس کا شکار ہو جاتا ہے۔ شہادت یعنی گواہی کے لئے سچائی کا علمبردار ہونا ضروری ہے۔ امام اعظم قدس سرہ کے نزدیک جو کھلے سر گھومتے ہوں ان کی گواہی بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔

غیبت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ (۴۷)

(ترجمہ) اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے، اور عیب نہ ڈھونڈو، اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (۴۸)

آیت مقدسہ میں حکم دیا گیا ہے کہ کوئی کسی کے عیب تلاش کرنے میں نہ رہے، یعنی اگر کوئی چھپ چھپا کر کوئی غلطی کرتا ہے اور اس کا تعلق خود اس کی ذات سے ہے تو اس کو خواہ مخواہ اچھالنا منع ہے، ہاں اگر اس گناہ یا غلطی سے دوسرے افراد یا پوری قوم متاثر ہونے والی ہو تو ضرور اس سے تعرض کیا جائے گا۔ اس کے سدباب کی کوشش کی جائے گی، نہ ماننے پر لوگوں کو آگاہ کرنا ہوگا تاکہ دوسرے افراد اس سے بچیں۔

مزید حکم دیا گیا ہے کہ غیبت ایک دوسرے کی نہ کی جائے، اور اس کو اپنے ہی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے برابر قرار دیا گیا۔ جب یہ ناپسند ہے تو وہ بھی ناپسند ہونا چاہئے۔ کیوں کہ غیبت بھی معاشرے کے امن وامان کو غارت کرنے والی برائی ہے اور اخلاقی قدروں کو پامال کرنے والی، اس لئے اس سے روکنے کے لئے ایسی تشبیہ دی گئی تاکہ اس کی قباحتوں سے انسان آگاہ ہو کر ترک کر دے۔ کچھ لوگوں کو غیبت سے منع کیا جاتا ہے تو بڑے دھڑلے سے بولتے ہیں کہ ہم غلط تو بولتے نہیں حقیقت بیان کرتے ہیں، ہم جھوٹ نہیں بولتے، گویا وہ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ کسی

کے اندر کوئی عیب واقعی موجود ہو تو اس کے بیان میں حرج نہیں، یہ بڑی غلط فہمی ہے، غیبت تو وہی ہے کہ آدمی کے اندر کوئی عیب واقعی ہو اور اس عیب کو بیان کیا جائے۔

اس سلسلے میں ایک جامع حدیث ملاحظہ ہو جس سے غیبت کی سچی تعریف معلوم ہو جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث مبارکہ:۔

(ترجمہ) کیا تم جانتے ہو غیبت کس کو کہتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں، سرکار نے فرمایا، تم اپنے بھائی کا ایسی چیز کے ساتھ ذکر کرو جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ کہا گیا، حضور! اگر وہ بات میرے بھائی کے اندر موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا، اگر وہ بات جو تم کہہ رہے ہو اس کے اندر موجود ہو تب ہی تو غیبت ہے، اور اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہی نہ ہو تو پھر یہ صریح بہتان ہے جو تم نے اپنے بھائی پر باندھا۔(۴۹)

غیبت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب آدمی غائبانہ کسی کی برائی بیان کرتا ہے تو کچھ نہ کچھ ضرور گھٹا بڑھا کر کرتا ہے، اور شیطان ایسے موقع پر پورے طور سے حاوی ہو جاتا ہے، وہ اس غیبت کو تہمت تک پہنچانے کی پوری کوشش کرتا ہے، گویا اکثر غیبت تہمت میں بدل جاتی ہے جس کی قباحت غیبت سے بھی بڑھی ہوئی ہے، کہ اس میں برائی کے ساتھ ساتھ جھوٹ بھی شامل ہو جاتا ہے جو بنص قرآن لعنت کا کام ہے۔

اسلام نے زبان کے استعمال کے معاملے میں سب سے سخت وعید غیبت کرنے والوں کو دی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں غیبت کا مرض عام ہو چکا ہے اور اچھے بھلے، پڑھے لکھے، صوم وصلوٰۃ کے پابند افراد بھی اس میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ ابھی کوئی شخص محفل سے اٹھ کر گیا اور اس کی بُرائیاں شروع ہو گئیں۔ انہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ جب وہ محفل سے اٹھ کر جائیں گے تو ان کی بُرائیاں بھی گفتگو کا موضوع بن سکتی ہیں۔ بہر حال غیبت (پیٹھ پیچھے بُرائی) کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی بے شمار احادیث ہیں، یہاں صرف چند ایک پیش کی جاتی ہے۔

حدیث مبارکہ:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب مجھے معراج ہوئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن سرخ تانبے کے سے تھے اور جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ نوچ کر زخمی کر رہے تھے۔ میں نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے (یعنی اللہ کے بندوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے) اور ان کی آبروؤں سے کھیلتے تھے۔"(۵۰)

اسی طرح غیبت کی سنگینی کے بارے میں ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یوں فرمایا:

حدیث مبارکہ:۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت، غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیوں کر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (بات یہ ہے کہ) اگر بدبختی سے آدمی زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے، مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے، اس کی معافی اور بخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو گی۔"(۵۱)

حدیث مبارکہ:۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "اے لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ابھی ان کے دلوں میں نہیں اترا ہے، مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے نہ لڑا کرو، کیوں کہ جو کوئی ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہو گا اور جس کے ساتھ اللہ کی طرف سے یہ معاملہ ہو گا اللہ اسے اس کے گھر میں ذلیل کر دے گا۔"

زبان کے غلط استعمال پر جہاں وعید ہے، وہیں اس کے صحیح اور محتاط استعمال پر جزا و انعام بھی ہے۔ احادیث کے مطالعے سے یہ بات وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ لوگوں سے اچھی اور نرم گفتگو کرنا بھی نیکی میں شمار ہوتی ہے اور اس کا بہت اجر ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

حدیث مبارکہ:۔

"بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی خوشنودی ہوتی ہے، بندہ اس کا خیال نہیں کرتا (یعنی اس کو اہمیت نہیں دیتا) لیکن اللہ اس بات کی بدولت اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ اسی طرح آدمی اللہ کو ناراض کرنے والی بات زبان سے لاپروائی کے ساتھ نکالتا ہے جو اسے جہنم میں گرا دیتی ہے۔

" اسی طور ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "اچھی اور میٹھی بات بھی ایک صدقہ ہے (یعنی نیکی کی ایک قسم ہے جس پر بندہ اجر کا مستحق ہوتا ہے) لیکن اگر اچھی بات نہ کی جا سکے تو خاموشی اس سے کہیں بہتر ہے۔ اسلام نے جا بجا کم گفتگو کرنے، خاموشی اور خاموش رہنے کی تلقین کی ہے۔ صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے تو خاموشی کو دین عارفاں سے تشبیہ دی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بے شمار احادیث سے ہمیں کم گوئی اور خاموش رہنے کی ہدایات ملتی ہیں مثلاً حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی دو خصلتیں بتا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (یعنی ان

کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی؟ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ دونوں خصلتیں ضرور بتادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور حسن اخلاق" قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔"(۵۲)

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "جو چپ رہا، وہ نجات پا گیا۔"

چغل خوری

زبان کی آفات میں ایک اور عنصر چغلیاں کھانا بھی ہے۔ بعض لوگ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات خلاف واقعہ کوئی بات خود ہی گھڑ لیتے ہیں اور محض زبان کے چٹخارے کے لئے اسے دوسرے تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ کسی نے لاکھ منع کیا ہو کہ میری بات کسی کو نہ بتانا لیکن اس بات کا چرچا تو زیادہ کیا جائے گا۔ چنانچہ اسلام نے چغل خوری کی عادت کو بھی قبیح عادتوں میں شمار کیا ہے اور چغل خوری سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمان بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حدیث مبارکہ:۔

"اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب رہتے ہیں کہ پاک دامن بندوں کو کسی گناہ میں ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔"

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "چغل خور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔"

زبان سنبھال کر بات کرنا:

زبان کے درست استعمال میں ہماری ذاتی اور معاشرتی فلاح کا دارومدار ہے اس لئے مثل مشہور ہے کہ "تلوار کا گھاؤ تو بھر جاتا ہے لیکن زبان کا گھاؤ کبھی نہیں بھرتا۔" چنانچہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے مومن کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ "مومن بندہ نہ زبان سے حملہ کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا، نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ گالی بکنے والا"(۵۳)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب تم میں سے وہ ہوں گے جو اخلاق میں بہتر ہوں گے اور مجھ سے زیادہ دور اور زیادہ ناپسندیدہ وہ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں برے ہیں، جن کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے اور جو منہ پھلا کر تکلف سے باتیں بناتے ہیں۔"(۵۴)

غیر محتاط گفتگو ہمیں دنیاوی اعتبار سے نقصانات اور شرمندگیوں سے دوچار کرتی ہے اور دینی اعتبار سے تو ہماری ساری عبادات، نیکیوں اور صدقات وخیرات کو کھا جاتی ہے، صرف زبان کے غلط استعمال سے انسان اپنے دوستوں، ہم نشینوں اور رشتے داروں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ یہاں طویل حدیث کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث مبارکہ:۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ چیز بھی بتادوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے جس کے بغیر یہ سب چیزیں (نیک عمل) ہیچ اور بے وزن ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت وہ چیزیں بھی بتادیجئے۔ پس آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کو روکو (یعنی زبان پر قابو رکھو) یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اے نبی ﷺ ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آدمیوں کو دوزخ میں اس کے منہ کے بل یا فرمایا کہ ان کی ناکوں کے بل (زیادہ تر) ان کی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔"

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جب آدمی صبح اٹھتا ہے تو اس کے سارے اعضا عاجزی اور لجاجت کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں کہ (خدا کی بندی ہم پر رحم کر) اور ہمارے بارے میں خدا سے ڈر، کیوں کہ ہم تیرے ساتھ بندھے ہوئے ہیں تو ٹھیک ہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اگر تو نے غلط روی اختیار کی تو ہم بھی غلط روی کریں گے اور پھر اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت ﷺ کی مشہور حدیث روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کا ذمہ لے (کہ یہ دونوں غلط استعمال نہیں ہوں گی) تو میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں"۔

ایک اور حدیث میں حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ اے نبی ﷺ میرے بارے میں جن باتوں کا حضور ﷺ کو خطرہ ہو سکتا ہے ان میں زیادہ خطرناک اور خوفناک کیا ہے؟ سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ "سب سے زیادہ خطرہ اس سے ہے۔" اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھے بتادیجئے کہ نجات حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے اور نجات حاصل

کرنے کے لئے مجھے کیا کیا کام کرنے چاہئیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اپنی زباں پر قابو رکھو (وہ بے جا نہ چلے)

حدیث مبارکہ:۔

(ترجمہ) سن لو جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو پورا جسم ٹھیک ہے اگر یہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا سن لو وہ دل ہے۔ (بعض روایات میں زبان مراد ہے) (۵۵)

حدیث مبارکہ:۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) کوئی چیز مومن کے میزان عمل میں قیامت کے دن اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی نہیں اور بیشک اللہ تعالی بدگو کو ناپسند فرماتا ہے اور جو بیہودہ بکنے والا ہے۔ (۵٦)

حدیث مبارکہ:۔

(ترجمہ) کوئی چیز میزان عمل میں حسن خلق سے زیادہ وزنی نہیں۔ (۵۷)

حدیث مبارکہ:۔

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اخلاق کی خوبی خطاؤں کو ایسا مٹا دیتی ہے جیسے پانی اولے کو پگھلا دیتا ہے اور اخلاق کی برائی ایسا کام بگاڑتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (۵۸)

حدیث مبارکہ:۔

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں یہ ارشاد فرماتے، "اے اللہ میری خَلق تو نے اچھی بنائی تو میرا خُلق بھی بہتر کر۔" (۵۹)

وہ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ

قارئین محترم! قرآن مجید کی متعدد آیات اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ اخلاق کی جامعیت کے لئے اہل نظر کے لئے کافی وشافی ہیں۔ ایک فلاحی اسلامی معاشرے کے قیام کے ضمن میں اخلاق قبیحہ سے بچنا اور اخلاق حسن کو اپنانا ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور ملت اسلامیہ کو اپنی ان ذمہ داریوں کو محسوس بھی کرنا ہوگا اور ان سے عہدہ برآ بھی ہونا ہوگا۔ تب ہی ہماری دنیا وآخرت دونوں سنور سکتی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) مسند امام احمد
(۲) القرآن الکریم، پارہ۱۴، سورۃ النحل آیت ۱۲۵
(۳) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن
(۴) پارہ۲۴، سورۃ حم سجدہ آیت ۳۳۔۳۴
(۵) ترجمہ کنزالایمان
(٦) امام راغب اصفہانی، المفردات لالفاظ القرآن الکریم بذیل "صلاح"
(۷) تاج العروس، بذیل مادہ "فساد"
(۸) سالنامہ "اہلسنّت کی آواز" (خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا ترجمان) "اسلام میں نظام اخلاق" خصوصی شمارہ صفحہ ۱۵۴
(۹) پارہ۱۷، سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷
(۱۰) پارہ۱۸، سورۃ الفرقان آیت ۱
(۱۱) صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل
(۱۲) مسند امام احمد، مرویات حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ
(۱۳) پارہ۴، آل عمران آیت ۱۵۹
(۱۴) امام احمد رضا، مجدد مائۃ ماضیہ وحاضرہ، کنزالایمان
(۱۵) پارہ۱۱، التوبۃ آیت ۱۲۸
(۱٦) ترجمہ کنزالایمان
(۱۷) پارہ۱۹، الشعراء آیت ۲۱۵
(۱۸) ترجمہ کنزالایمان، اعلی حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ
(۱۹) پارہ۱۱، التوبۃ آیت ۱۰۳
(۲۰) ترجمہ کنزالایمان
(۲۱) پارہ۲۸، الجمعۃ آیت ۲
(۲۲) کنزالایمان
(۲۳) پارہ۴، آل عمران آیت ۱٦۴
(۲۴) کنزالایمان
(۲۵) القرآن: پارہ۲۱، سورۂ احزاب ۲۱
(۲٦) کنزالایمان
(۲۷) پارہ۲۹، القلم آیت ۴
(۲۸) ترجمہ کنزالایمان (اعلی حضرت محدث ومحقق بریلوی قدس السرہ القوی)
(۲۹) پارہ۳ آل عمران ۳۱
(۳۰) ترجمہ کنزالایمان
(۳۱) متفق علیہ، بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷، مسلم شریف کتاب الایمان
(۳۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۔ المستدرک امام حاکم نیشاپوری
(۳۳) رواہ البخاری، مشکوۃ شریف کتاب الایمان صفحہ ۱٦
(۳۴) شرح جامع الصغیر، جلد دوم صفحہ ۱۷۷
(۳۵) مؤطا امام مالک مع شرح تنویر الحوالک باب ماجاء فی حسن الخلق مطبوعہ مصر ۱۳۸۰ھ، مؤطا امام مالک، مطبوعہ دہلی، صفحہ ٦۳۱
(۳٦) لسان العرب، مطبوعہ بیروت
(۳۷) احیاء العلوم، جلد سوم صفحہ ۱۳۳
(۳۸) المنجد مطبوعہ دارالاشاعت
(۳۹) فیروز اللغات کلاں صفحہ ۸۲

(۴۰) اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جلد۴ صفحہ ۱۶۶
(۴۱) دائرۃ المعارف اسلامیہ، جلد دوم صفحہ ۱۸۸، مطبوعہ لاہور
(۴۲) غنیۃ الطالبین، مترجم علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمۃ
(۴۳) رواہ البخاری، مشکوۃ شریف
(۴۴) شعب الایمان
(۴۵) شعب الایمان
(۴۶) اخلاق وفلسفہ اخلاق صفحہ ۵۵۲۔۵۵۳
(۴۷) سورہ حجرات ۴۹/ ۱۱۔۱۲)
(۴۸) کنز الایمان
(۴۹) مشکوٰۃ شریف ۴۱۲، بحوالہ مسلم شریف)
(۵۰) بخاری شریف
(۵۱) بخاری شریف
(۵۲) ترغیب وترھیب جلد۳، صفحہ ۳۹۱
(۵۳) بخاری جلد۱، ص ۵۳۱
(۵۴) بخاری جلد۱، ص ۵۰۳
(۵۵) محمد اسماعیل بخاری: "الجامع الصحیح للبخاری"
(۵۶) ترمذی، ابن حبان، الترغیب ۳/ ۳۸۵
(۵۷) ترغیب ایضا
(۵۸) الترغیب ۳/ ۳۹۶
(۵۹) مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ

سلسلہ اشاعت	:	1
نام کتاب	:	ذکر بالجہر کا ثبوت
مصنف	:	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
ضخامت	:	16 صفحات
تعداد	:	1000
سن اشاعت	:	نومبر 2005ء
ہدیہ	:	ایصال ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

☆☆☆ ناشر ☆☆☆

غازی علم الدین شہید یونٹ، گولڈن ٹاؤن

سنی تحریک شاہ فیصل سیکٹر،

ہمارا کام تحفظ مساجد اہلسنّت...... ہر حال میں ہر قیمت پر

نعت رسول مقبول ﷺ

از: شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ
مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ
رگ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خار مدینہ
مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبار مدینہ
مراد دل بلبل بے نوا دے
خدایا دکھا دے بہار مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاک مزار مدینہ
جدھر دیکھئے باغ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگار مدینہ
رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے
مرا دل بنے یادگار مدینہ
دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا